''گریٹ ٹرانسفرمیشن'' کے عنوان سے شائع ہوکر عالمی علمی وفکری حلقوں سے دادِ تحسین حاصل کر چکی ہے۔

نئے ذہنی رجحانات، انسانی حقوق، بہتر نظم ونسق اور خواتین کی بہبود سے متعلقہ موضوعات پر اُردو زبان میں قابلِ قدر کتب پیش کرنے والے ادارہ، مشعل بکس، نے اب ڈاکٹر صاحبہ کی اس کتاب کا مکمل اور مستند اُردو ترجمہ پیش کیا ہے۔ فاضل مصنفہ نے اِس کتاب میں ہندو، بدھ، چینی، پارسی، یہودی، مسیحی اور اسلامی تہذیبوں کے ارتقا پر اپنے نقطۂ نظر سے روشنی ڈالی ہے۔ البتہ ان کی توجہ کا مرکز آٹھویں سے تیسری صدی قبل مسیح کا زمانہ ہے جب کہ تہذیب وتمدن اور مذہب کی دُنیا میں بنیادی نوعیت کے انقلاب آفرین خیالات پیش کیے جارہے تھے۔ یہ سوال بارہا پوچھا گیا ہے کہ مہاتما بدھ، کنفیوشس، لاوزے، زرتشت، یرمیاہ اور سقراط جیسے عالمگیر تہذیبی اہمیت رکھنے والے عظیم مفکر اور مذہبی رہنما پانچ صدیوں کو محیط اُس زمانے میں ہی کیوں پیدا ہوئے؟ ڈاکٹر کیرن آرمسٹرانگ نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے قدیم تہذیبوں کے بنیادی تصورات اور اُن کے ارتقا کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔

پروفیسر حنیف کھوکھر نے اس کتاب کا بہت عمدہ اُردو ترجمہ پیش کیا ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ مشعل بکس کے اربابِ اختیار نے کھوکھر صاحب سے چند اور کتابیں بھی ترجمہ کروائی ہیں۔ ان میں ریان آئسلر کی قوموں کی اصل دولت: نئے معاشی نظام کی تشکیل کی طرف ایک قدم، بھی شامل ہے۔

کتاب: تصوف، بھگتی تحریک اور اُن کی معاصرانہ اہمیت

Sufism & Bhakti Movement:
Contemporary Relevance

مرتبہ: ڈاکٹر فاطمہ حسین

صفحات:　۲۵۱

قیمت:　۶۰۰ روپے

ناشر:　کلاسیک، لاہور

تبصرہ نگار:　اقبال علی خان

دہلی یونیورسٹی میں تاریخ کا درس دینے والی ڈاکٹر فاطمہ حسین عالمی امن، یکجہتی اور مسلم معاشروں میں خواتین کی صورتِ حال کو بہتر بنانے کے موضوعات میں خصوصی دلچسپی لیتی ہیں اور مصنفہ کے طور پر بھی معروف ہیں۔ فلسطین کے مسئلے کے تاریخی پس منظر پر اُن کی ایک کتاب شائع ہو چکی ہے۔

زیرِ نظر کتاب میں ڈاکٹر فاطمہ حسین نے تصوف اور بھگتی تحریک کے معاصرانہ اہمیت رکھنے والے موضوعات پر جنوبی ایشیائی سکالرز کے مضامین مرتب کیے ہیں۔ ان سکالرز میں ڈاکٹر کرن سنگھ، ڈاکٹر مدھوتر ویدی، ڈاکٹر چندر شیکھر، ڈاکٹر امجد علی بھٹی، پروفیسر ہربنس مکھیا، پروفیسر جگر محمد، قاضی جاوید، پروفیسر خواجہ مسعود، ڈاکٹر رفاقت علی خان اور دیگر شامل ہیں۔ خود ڈاکٹر فاطمہ حسین کے تین مضامین بھی کتاب کی زینت ہیں جن میں انہوں نے ہمارے بدقسمت جنوبی ایشیائی خطے میں امن کا پیغام پھیلانے میں تصوف کے کردار، بابا فرید کے سماجی رول اور بھگتی اور صوفی تحریکوں کا مطالعہ پیش کیا ہے۔

اس کتاب کے اکثر مضامین اس توقع پر لکھے گئے ہیں کہ جس طرح تصوف اور بھگتی تحریک نے قرونِ وسطیٰ کے ہندوستان میں انسان دوستی اور بھلائی چارے پر مبنی معاشرہ قائم کرنے کی کوشش کی، ویسے ہی وہ آج کے زمانے میں بھی مذہبی تشدد کے جارحانہ رجحانات پر قابو پانے میں مدد دے سکتے ہیں۔